سوال

(127) حافظ محمد اسد اللہ عتیق جن کی عمر تیرہویں سال میں ہے   الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حافظ محمد اسد اللہ عتیق جن کی عمر تیرہویں سال میں ہے، ہم اس سے نماز تراویح میں قرآن مجید سننا چاہتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جائز ہے، تراویح اور دوسرے نوافل کے علاوہ آپ فرائض بھی نابالغ مگر باہوش لڑکے کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔ بالخصوص نوافل میں بچوں کی امامت احناف میں سے مشائخ بلخ بھی جائز سمجھتے ہیں۔ (ہدایہ باب الامتہ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سے مشہور یہ ہے کہ نوافل میں ان کی اقتداء جائز ہے۔ ((وقال فی الفتح والمشهور عنهما الاجزاء فی النوافل دون الفرائض)) (نیل الاوطارت ص ۱۴۰ باب ماجاء فی امامة الصبی)

(۱) حضرت عمرو بن سلمہ جب کہ وہ ابھی چھ یا سات سال کے تھے، نبی اکرم ﷺ کے عہد میں ساری نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۰۰ باب الامامت فصل ثالث) حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرض نمازیں ہوں یا نماز جنازہ ہمیشہ وہی اپنی قوم کو پڑھاتے رہے ہیں۔ ((فلم یزل امام قومه فی الصلوٰة وعلیٰ جنائزهم)) (قیام اللیل صفحہ ۱۷۳) معلوم رہے کہ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ عمر میں کم سن ہیں۔ ۸۵ھ میں وفات پائی تھی۔ (دول الاسلام صفحہ ۴۳ للذہبی المتوفی صفحہ ۴۶)

(۲) حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، وہ اپنے قبیلہ کندی کے روساء میں تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وزیر رہے، آذربیجان کے گورنر اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سپہ سالار تھے۔ اور ان کے چالیس دن بعد ۴۰ھ میں وفات پائی۔ (دول الاسلام ذہبی) انہوں نے اپنے اقتدار کے زمانے میں ایک کم سن بچے کو تراویح کے لیے امام مقرر کیا تھا۔ لوگوں نے اعتراض کیا۔ تو فرمایا کہ میں نے قرآن کی بنا پر اس کو آگے کیا۔ ((الشعث بن قیس انه کان امر انتقدم غلاما صغیر افام الناس فعابوا علیه فقال انی انما قدمت القراٰن)) (قیام اللیل ص ۱۷۴) مطبع اثریہ

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا اور صحابہ کا یہ تعامل پش کرتی ہیں۔ کہ ہم مدارس عربیہ سے بچوں کو لے آتے، اور ان کے پیچھے نماز تراویح پڑھا کرتے تھے۔ ((عن عائشة کنا ناخذ الصبیان م الکتاب ونقد مهم یصلون لنا شهر رمضان الخ)) (قیام اللیل ص ۱۷۴)

(۴) حضرت امام زہری (ف ۱۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ ہمیں شروع سے ہی خبر پہنچتی رہی ہے کہ جو نابالغ بچے نماز پڑھ جانتے تھے، اور ان کو قرآن بھی آتا تھا۔ وہ لوگوں کو سب نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ ((لم یزل یبلغنا ان الغلمان یصلون بالناس اذا عقلوا الصلوٰة وقرؤا القراٰن فی رمضان وغیره وان لم یحتلموا)) (قیام اللیل ص ۱۷۴، مطبع اثریہ)

(۵) امام حسن بصری (ف ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ اگر بچے نماز اچھی طرح پڑھ سکتے ہوں، تو بچوں کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے، ((لا باس بامامۃ الغلام الذی لم یحتلم اذا احسن الصلوۃ)) (قیام اللیل صفحہ ۱۰۴ مطبع اثریہ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ حضرت عمر کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے تھے، اورانہوں نے ہی ان کو گھٹی پلائی تھی، ان کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ حضرت ابن عباس حضرت ابو موسیٰ، اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تعلیم پائی تھی، کہتے ہیں کہ صوفیائے کرام کا سلسلہ تصوف انہی کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عن تک پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶) حضرت سعید بن جبیر تابعی (ف ۹۵ھ) نے حضرت ابو سلمۃ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے کوئی حدیث سنائیے۔ انہوں نے کہا حضور کا ارشاد ہے، جب تین آدمی سفر کو نکلیں۔ تو ان میں سے جو سب سے بہتر قرآن پڑھ سکتا ہو۔ وہ نماز پڑھایا کرے، خواہ وہ کم سن بچے کیوں نہ ہوں۔

((قال ابو سلمۃ قال رسول اللہ ﷺ اذا خرج ثلثۃ فی سفر فلیو مہم اقرأھم وان کان اصغرھم)) (قیام اللیل ص ۷۷ مطبع اثریہ)

ہاں! بعض بزرگوں نے بچوں کی امامت سے پرہیز کیا ہے، مگر صرف اس لیے کہ صفائی کا خاطر خواہ خیال نہ رکھا گیا ہو۔ یا یہ کہ اہل ترین بزرگوں کے ہوتے، بچوں کو آگے لانا سوءادبی ہے، لیکن یہ مسئلہ کی بات نہیں۔ صرف احتیاط کا مسند ہے، باقی رہی منع کی کوئی مرفوع حدیث تو وہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، اسی طرح ان کے دوسرے دلائل کا حال ہے، جو استنباطی ہیں، تکلف ہیں، جو عقلی ہیں، اوہام ہیں، اور جو تکلفات ہیں۔ مسلکی حمیت اور تقلیدی ضرورت کے سلسلے کے میلے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (الاعتصام لاہور جلد ۲۶ شمارہ نمبر ۱۱)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 06 ص 353-356

محدث فتویٰ